رجسٹر نمبر L 77

رجسٹر نمبر ایل ۷۷

قیمت سالانہ پیشگی عوام سے تین روپیہ مورخہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

قادیان

دار الامان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

قادیان ۱۱- اگست ۱۸۹۹ء

میرا چوتھا خط

اخوانی- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بہت دنون سے ایک اخلاقی نقص نے میری توجہ اپنی طرف پھیر رکھی ہے مین چاہتا ہون کہ اس کی اصلاح کی نسبت چند باتین لکھون شاید کسیکو فائدہ ہو جائے-

بہت سے خطوط حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت مین دعا کے لئے آتے ہین اور جواب مین لکھا جاتا ہے کہ دعا کی گئی- اور یہ واقعی امر ہے کہ حضرت موعود علیہ السلام دعا کی ہر درخواست پر توجہ کرتے ہین تھوڑے دنون کے بعد بعض لکھتے ہین مدکچھ فائدہ نہین ہوا اور وہ حال سے خالی نہین یا تو آپ نے دعا نہین کی یا اگر کی ہے تو توجہ سے نہین کی ،، یہ ایسی خطرناک ٹھوکر ہے کہ اس کا نتیجہ آخرکار منہ کے بل گرنا ہوتا ہے- مینے ایکدن اسبارہ مین عرض کیا فرمایا سخت ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ دعا کے مضمون پر پھر قلم اٹھایا جائے اور پہلے مضمون کافی ثابت نہین ہوے- فرمایا دعا نہایت نازک امر ہے- اس کے لئے شرط ہے کہ مستدعی اور داعی مین ایسا رابطہ مستحکم ہو جائے کہ اسکا درد اس کا درد ہو جائے اور اس کی خوشی اس کی خوشی ہو جائے جسطرح شیرخوار بچہ کا رونا ماں کو بے اختیار کر دیتا اور اس کی چھاتیون مین دودھ اتر آتا ہے ویسے ہی مستدعی کی حالت زار اور استغاثہ پر داعی سراسر رقت اور عقد ہمت بنجائے- فرمایا اصل بات یہ ہے کہ یہ سب امور خدا تعالی کی موہبت ہین اکتساب کو اہمین دخل نہین- توجہ اور رقت بھی خدا کے ہان سے نازل ہوتی ہے جب خدا چاہتا ہے کہ کسی کے لئے کامیابی کی راہ نکال دے- مگر سلسلہ اسباب مین ضروری ہوتا ہے کہ داعی کو کوئی محرک شدید جنبش دلانیکو والا ہو- اس کی تدبیر بجز اس کے نہین کہ مستدعی اپنی حالت ایسی بنائے کہ اضطرارًا داعی کو اس کی طرف توجہ ہو جائے- فرمایا کہ جو حالت میری توجہ کو جذب کرتی اور جسے دیکھکر مین دعا کے لئے اپنے اندر تحریک پاتا ہون وہ ایک ہی بات ہے کہ مین کسی شخصکو معلوم کر لون کہ یہ خدمت دین کے سزاوار ہے اور اس کا وجود خدا کے لئے خدا کے رسول کے لئے خدا کی کتاب کے لئے اور خدا کے بندون کے لئے نافع ہے- ایسے شخصکو جو درد والم پہنچے وہ درحقیقت مجھے پہنچتا ہے فرمایا ہمارے دوستون کو چاہئے کہ اپنے اپنے دلوںمین خدمت دین کی نیت

باندھ لین جس طرز اور رنگ کی خدمت جس سے بن پڑے - پھر فرمایا مین سچ سچ کہتا ہون کہ خدا تعالے کے نزدیک قدر و منزلت اُس شخص کی ہے جو دین کا خادم اور نافع الناس ہے ورنہ وہ کچھ پروا نہین کرتا کہ لوگ کتون اور بھیڑون کی موت مرجائین۔

مینے جہان تک تجربہ کیاہے اور خدا تعالیٰ کے کلام سے بھی وہی مستنبط ہوتا ہے قبول دعا کے لئے اور کسی مرد خدا کے دل مین دعا کی تحریک پیدا کرنے کے لئے ایک ہی گُر ہے اور وہ اضطرار ہے۔ خدا تعالے فرماتا ہے اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ یہ آیت صاف بتاتی ہے کہ مضطر کی دعا سُنی جاتی ہے - درحقیقت جیسے اس سلسلہ اسباب مین ہر مسبب کے لئے ایک مناسب سبب ہے ویسی ہی استجابت دعا کے لئے انسان کے اندر حالت اضطرار کا پیدا ہونا ہے جب انسان کی حالت اس نقطہ تک پہنچ جاتی ہے لامحالہ قبولیت اسکا استقبال کرتی ہے - مین اعتراف کرتا ہون کہ یہ حالت بھی موہبت الٰہی ہے مگر جیسی ہر شئے کے حصول کے لئے کسی مشروط ہے اس کے لئے بھی کچھ اسباب ہین ان کے اکٹھا کرنے کی فکر کرنا فائدہ طلب انسان کو ضروری ہے سب سے بڑا سبب وہ ہے جو خدا کی کتاب فرماتی ہے

فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ

یعنی مین قریب ہون اور داعی کی دعا سنتا ہون مگر داعی کو چاہیئے کہ قبول دعا کی شرائط اپنے اندر پیدا کرے اور پھر میری ذات اور میری صفات اور میرے اقتدار پر پورا بھروسا رکھے اور بدظنی اور بے صبری اور عجلت کو دل مین جگہ نہ دے اور بہت جلد ملول نہ ہو جا سکے جب ... کو کامیابی اور قبولیت کی راہ ملیگی - میرے نزدیک ان شرائط کو حصول اور اسباب معینہ معلومہ کے جمع آوری کا نشان کسی شخص مین یہ ہے کہ اسکو خدا تعالے سے توفیق ملجائے کہ وہ خلیفۃ اللہ لسان اللہ (علیہ السلام) کے زیر نظر رہے یہان تک کہ خود خداوند کریم اس داعی کی توجہ اس کی طرف پھیر دے مگر اس کے لئے بھی از بس ضروری ہے کہ اس کے قلب کے کسی گوشہ مین استبعاد اور سوء ظن اور بے صبری کا شائبہ نہ ہو اور ہر حال مین ایک لذیذ یقین اور قوی رجا اور کامل حسن ظن اس کے رفیق ہون آہ آہ کہتے ہین اور الفاظ مین یہ بات کسقدر آسان ہے اور کیسے مختصر الفاظ مین طے ہوگئی مگر درحقیقت ایسی حالت کا پیدا ہونا اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گذرنا ہے ہان جسے خدا چاہے اُسے یہ نعمت مل سکتی ہے فلله الحجة البالغة والیه یرجع الامر کله -

افسوس جہان قوم سے اور خوبیان دور ہوگئی ہین اور رذائل نے ان کی جگہ لے لی ہے - حسن ظن اور استقامت کی جگہ سوء ظن اور بے صبری اور ملالت نے لے لی ہے - کوئی کہتا ہے مینے اتنے دن دعا کی اور آپ کے ارشاد کے موافق اتنے روز استغفار بھی پڑھا اور درود شریف بھی پڑھا اور یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ بھی پڑھتا رہا مگر خاک بھی کام نہین ہوا - کوئی کہتا ہے کہ ہماری خدا سنتا ہی کب ہے - ہم اس قابل ہی نہین کہ ہماری آواز اُس تک پہنچ سکے اور جو ہم اس قابل ہوتے تو آپ کو تکلیف ہی کیون دیتے - یہ سب شیطانی وسوسے اور خدا تعالے کے کلام کے خلاف ہین - خدا تعالے نے عبادی کے لفظ سے وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ مین کل بندون کو قبول دعا کی بشارت دی ہے ہان اسمین شک نہین کہ اس کا بندہ ہونا اور شیطان کی غلامی سے نکلنا شرط ہے بدنصیب ہے وہ ... جو مقصد کے حصول کی شرائط و اسباب تو اکٹھے نہین کرتا اور حرمان مقصود سے زار نالے کرتا اور آخر خدا اور اس کے بندون سے بھی تردد مین پڑ جاتا ہے -

میری قوم - میرے دوستو مین چلا چلا کر کہتا ہون کہ تم مین بہتیرے اس مرض مین گرفتار ہین اور یہ بڑا خطرناک مرض ہے اور یقیناً مہلک مرض ہے حضرت اقدس ایک روز فرماتے تھے کہ دو دوستون مین دوستی اُسی صورت مین نبھ سکتی ہے کہ کبھی وہ اس کی مان لے اور کبھی یہ اس کی - اگر ایک سدا اپنی ہی منوانے کے درپے ہوجائے تو معاملہ بگڑ جاتا ہے یہی حال خدا اور بندہ کے رابطہ کا ہونا چاہیئے کبھی اللہ تعالے اس کی سن لے اور اس پر فضل کے دروازے کھولدے اور کبھی بندہ اُس کی قضاء و قدر پر راضی ہوجائے حقیقت یہ ہے کہ حق خدا تعالے کا ہی ہے کہ وہ بندون پر امتحان ڈالے اور یہ امتحان اُس کی طرف سے انسان کے فوائد کے لئے ہوتے ہین - اسکا قانون قدرت ایسا ہی واقع ہوا ہے کہ امتحان کے بعد جو اچھے نکلین انھین اپنے فضلون کا وارث بناتا ہے۔

ہماری پیاری مان ھاجرہ صلوات اللہ علیہا وبرکاتہ کیا فاران کے وادی غیر ذی زرع مین ایک شیر خوار بچہ کے ساتھ اکیلی اس لئے چھوڑی گئی تھین کہ ہلاک ہوجائین نہین وہی امتحان اُن کے لئے کیسی برکت کا موجب ہوا کہ اُن کا بیٹا اسمٰعیل صلوات اللہ علیہ وسلامہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا باپ ہوا اور یہ امتحان اُن کا قیامت تک مومنین کے لئے اُسوہ قرار پایا - ابو الانبیاء سیدنا ابراھیم صلوات اللہ علیہ وسلامہ کی نسبت خدا تعالے فرماتا ہے -

وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّیْ

جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔

کیا یہ نمونے اور سچے نمونے یہ حیثیت نہیں رکھتے کہ ایک مسلمان کی پشت ایمان کو قوی کردیں اور جزع و فزع اور ہر ایک قسم کی بیقراری و ناشکیبائی سے بچالیں۔ ہمیں جو مسلمان ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کی دعائیں قرآن کریم میں اور خدا کا انہیں قبول فرمانا اور نبیوں کا اپنے اعمال سے اس کا ثبوت دینا کہ وہ خدا کی قبول دعا کے بھروسے پر کیسے کیسے اعمال شاقہ بجالانے پر قادر ہیں کافی سبق دیتا ہے کہ نبیوں جیسے ایمان کو ساتھ لے کر اور اُس نور بصیرت کی مدد سے دعا مانگا کریں۔ اور اُسی طرح کامل بھروسا خدا تعالےٰ کے وعدوں پر رکھیں پھر گوہر مراد کا دامن میں پڑنا کوئی بعید امر نہیں۔

کنعان کے فرقت زدہ باپ نے باوجود اتنی دراز جدائی کے پھر کس قوت قلب سے اپنے مسافر بیٹوں سے کہا

یَا بَنِیَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوْسُفَ وَاَخِیْهِ وَلَا تَایْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا یَایْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ ۝

غرض بڑی بدبختی ہے کہ ایک شخص دعا کرتا ہے اور اندر ہی اندر کوئی اُسے کہتا ہے کہ کہاں منظور ہوگی۔ تیرے ایسے بخت کہاں کہ خدا اُسے سُنے۔ یہی استبعاد ہے جو اس راہ کا رہزن غول ہے اور یہی مغوی ہے جو آخرکار دہریت کے بے آب وگیاہ بیابان میں سرگردان کر دیتا ہے۔ بدنصیب ہے وہ جو اپنے خدا کو امتحان میں ڈالتا ہے اور دل میں قرار دے لیتا ہے کہ میری من مانی مرادیں اگر وہ پوری کر دے تو میں اُسے خدا مانوں گا۔ احمق خدا پر احسان کرتا ہے گویا اس کے اقرار کے سوا اُس کی خدائی کی کل چل سکتی ہی نہیں۔

مجھے یاد ہے کہ کشمیر میں ایک شیخ قانون گو رئیس کے ڈیرہ پر میں اور میرے مخدوم مولوی نور الدین صاحب بیٹھے تھے اس کا ایک ہی بیٹا تھا اور وہ سخت بیمار تھا۔ بڑی جوش سے اُس نے مولوی صاحب سے کہا اگر یہ میرا بیٹا مرگیا تو میں خدا کو کبھی نہ مانوں گا۔ سبحان اللہ بحمداللہ اُس گھڑی سے پھر اُس کا پانی تک نہ رہا بدقسمت تھوڑے دنوں کے بعد خود ہی لقمہ نہنگ اجل ہوگیا اور بیٹا اب تک جیتا ہے۔

ہم نے تجربہ کیا ہے کہ شرطی ایمان والے ہمیشہ ٹھوکر کے سزاوار رہتے ہیں اس راہ میں ٹھوکروں کا کھانا اور فتنوں کا آنا ضروری ہے۔ جو یہ چاہتا ہے کہ اس سلسلہ میں داخل ہوکر آرام و تنعم سے زندگی بسر کرے اور کوئی ناملائم امر اُسے پیش نہ آئے وہ غلطی پر ہے ابھی تھوڑے روز ہوئے ایک شخص حضرت مسیح علیہ السلام کی خدمت میں لکھتا ہے کہ یا حضرت کیا سبب ہے کہ میں آپ کا مرید ہوکر ایسی مصیبتوں میں گرفتار رہوں اور لوگ مجھے طعنے دیتے ہیں کہ وہ مسیح کیسے ہیں جو تمہاری مصیبت کو ٹال نہیں سکتے۔ ایسا ہی ایک اور واقعہ ہوا ہمارے ایک دوست ڈاکٹر صاحب کسی ابتلا میں گرفتار ہیں۔ اس سے پہلے ضلع راولپنڈی کے ایک گدی نشین سے اُن کا کوئی پیوند تھا۔ گستاخ گدی نشین اور خدا کی سنتوں سے ناواقف آدم زاد اس کی نسبت لکھ کر کہتا ہے کہ مرزا سے تو کچھ بن نہیں پڑا کہ اس کی تکلیفوں کو دور کرسکتا۔ اگر وہ میرے پاس آجائے اور مجھ سے بیعت کرے تو میں اُسے اس ورطہ سے نکال دوں گا۔

اللہ اللہ! یا حسرت خدا کی صفات سے ناواقف بشریت کی حدود سے باہر پاؤں نکالنے کی جرأت کرنے والے! کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ ماموریں اور اہل اللہ اس لئے تو نہیں آتے کہ خدا تعالےٰ کی قضا و قدر کے نظام کو باطل کر دیں۔ کیا ہمارے سید و مولےٰ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں حوادث آسمانی کی راہیں زمین پر بند ہوگئیں اور صحابہ سے قضا و قدر کے نافذ کرنیوالے فرشتوں نے مصالحت کرلی تھی۔ اہل اللہ پر سب سے زیادہ امتحان اور مصائب نازل ہوتے ہیں اس لئے کہ وہ مخلوقات کے لئے خدا کی قضا و قدر سے پوری موافقت و صلح کرنے کے باب میں نمونے ٹھہر جائیں چونکہ نظام الٰہی نے حکمت سے ایسا ہی چاہا کہ یہ دار الابتلا طرح طرح کی آفات کا عرصہ بنا رہے اور صفات الٰہی کا یہ بھی تقاضا ہے کہ خدا صبر اور رضا بالقضاء سے بہت پیار کرتا اور بڑے بڑے انعام صابرین و محسنین پر نازل فرماتا ہے اور ناشکیبائی سے اُسے بغض ہے۔

اسلئے ضروری تھا کہ وہ ایسی قوی دل مضبوط ایمان والی قوم کو چن لیتا جو اس راہ میں کامل اُسوہ بنتے۔

یہ خدا کا اٹل قانون قدرت ہے مصائب اور فتن اور آلام و اسقام اس عالم کی فطرت میں مجبور کئے گئے ہیں۔ انکا بڑا علاج وہی ہے جو انبیاء علیہم السلام کے مطب میں پایا جاتا ہے اور وہ ہے قضا و قدر سے پوری صلح کرلینا۔

یورپ میں خودکشی کا نمبر اس لئے بڑھ گیا ہے کہ وہاں اُن کے سر پر زندہ خدا نہیں اُن کے ہاتھ میں زندہ کتاب نہیں پھانسی ملنے والی مردہ انسان بناوٹی خدا۔ اپنے ہاتھوں کے بنائے ہوئے بُت اپنے مُنہ سے بولے ہوئے الفاظ ہیں کیا ان سے کوئی کیا دل لگائے اور اُس سے اُمید کیا رکھے خدا کی زندہ کتاب کہتی ہے

لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

یعنی مومنوں کا نشان یہ ہے کہ ایمان باللہ کے تحقق کے بعد انہیں حزن اور خوف نہیں رہتا۔

کیسی افسوس اور رونے کی بات ہے اگر کوئی اسلام کا حی قیوم خدا اور قرآن جیسی زندہ بابرکات کتاب اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کامل نمونہ اور حضرت مسیح موعود جیسا امام حق رکھتا ہو اور پھر اس کے دل میں یاس جگہ لے سکے۔ مجھے بڑا ہی پیارا لگتا ہے اپنے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ مبارک قول اور فعل کہ آپ نے فرمایا کہ میں خودکشی کرنے والے کا جنازہ نہیں پڑھوں گا۔ اور نہیں پڑھا۔ خدا پر بھروسا کرنے اور کبھی بھی کسی حال میں مایوس نہ ہونے کا کیسا نمونہ ہے۔ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد۔ خدا پر بدظنی کرنے والا اول چھوٹی خودکشی کرتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ قریب ہو جاتا ہے کہ یہ بدعادت اُسے بڑی ملعون پھانسی تک پہنچا دے۔

دعا کے معاملہ میں

مینے دیکھا ہے کہ ہمارے حضرت امام صادق کی عادت ہے کہ اگر کوئی دینی مصیبت میں گرفتار ہو تو آواز کان میں پڑتے ہی بے اختیار ہو جاتے اور پوری رقت اور عقد ہمت اپنے اندر پاتے ہیں۔ اسکو یوں سمجھو کہ اس انسان کامل کو دین سے ایسا ہی پیار ہے کہ ہمہ تن دین ہی دین ہے یا یوں اسے تعبیر کرو کہ خدا تعالیٰ کی توجہ محض دین ہی کے امور کیطرف اور اس کا محبوب دین ہی ہے کہ وہ دین کے لئے دعا کو فوراً سنتا ہے۔ غرض حضرت اقدس کی توجہ اشرف دینی امور کی طرف ایسی متوجہ پاتا ہوں کہ دنیا اور اس کے امور ان کی پاک اور بلند نگاہ میں رسنہ کے تنکے سے زیادہ خسیس ہیں۔ میرے سامنے کی بات ہے ایک نوجوان نے آپ کی حضور میں دنیا کی مصائب کی کہانی شروع کی اور طرح طرح کے ہم و غم بیان کئے۔ آپ نے بہت سمجھایا کہ ہمہ تن ان امور میں کھویا جانا خسارت آخرت کا موجب ہوتا ہے اس قدر جزع فزع مومن کو نہیں چاہیئے آخر وہ زور زور سے رونے لگا۔ حضرت اقدس باوجود جبلی رحم و کرم اور نہایت ہی رقیق طبیعت ہونے کے ایسے خفا ہوئے کہ میں حیران ہو گیا۔ اُسے کہا بس کرو میں ایسے رونے کو جہنم کا موجب جانتا ہوں میرے نزدیک جو آنسو دنیا کے ہم و غم میں گرائے جاتے ہیں وہ آگ ہیں جو بہانے والے کو ہی جلا دیتے ہیں میرا دل سخت ہو جاتا ہے ایسی شخص کے حال کو دیکھ کر جو ایسی جیفہ کی تڑپ میں کڑھتا ہے۔

ایک روز میں حضور اقدس کی خدمت میں اندر بیٹھا تھا۔ خدا تعالےٰ پر توکل کی بات چل پڑی۔ حضور اقدس نے فرمایا۔ میں اپنے قلب کی عجیب کیفیت پاتا ہوں جیسے سخت حبس ہوتا اور گرمی کمال شدت کو پہنچ جاتی ہے لوگ وثوق سے امید کرتے ہیں کہ اب بارش ہوگی ایسا ہی جب اپنی صندوقچی کو خالی دیکھتا ہوں تو مجھے خدا کے فضل پر یقین واثق ہوتا ہے کہ اب یہ بھرے گی اور ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا کہ جب میرا کیسہ خالی ہوتا ہے جو ذوق و سرور خدا تعالے پر توکل کا اس وقت مجھے حاصل ہوتا ہے میں اس کی کیفیت بیان نہیں کر سکتا اور وہ حالت بہت ہی زیادہ راحت بخش اور طمانیت انگیز ہوتی ہے بہ نسبت اس کے کہ کیسہ بھرا ہوا ہو۔

اور فرمایا ان دنوں میں جب کہ دنیوی مقدمات کی وجہ سے والد صاحب اور بھائی صاحب طرح طرح کے ہموم و غموم میں مبتلا رہتے تھے وہ لبسا اوقات میری حالت دیکھ کر رشک کھاتے اور فرماتے تھے کہ یہ بڑا ہی خوش نصیب آدمی ہے اس کے نزدیک کوئی غم نہیں آتا۔

برادران دعا کے مضمون میں حضرت اقدس کے یہ **کلمات طیبات** میرا ملائے لکھتے ہیں کہ واقف و ناواقف جانیں کہ اس سے افضل وہ کسکو دنیا میں پا سکتے ہیں۔ اور ہمیں اپنی رفتار زندگی میں اگر ایسے ہادی و قائد کی ضرورت نہیں تو اور کس کی ہے

غرض بھائیو کبھی نفس و شیطان کے دھوکے سے مطمئن نہ بیٹھو جب تک اپنے اندر خالص ایمان کی چمک نہ دیکھو جس میں کسی دنیوی غرض کی آمیزش نہو خدا تعالے کے فرستادوں کا کام ہے صراط مستقیم دکھا دینا اپنے قول سے اپنے فعل سے اور اس راہ کی ٹھوکروں سے واقف کرنا۔ یہ کہاں سے معلوم ہوا ہے کہ اولیاء اللہ کا کام ہے کہ اُن کے متوسلین و خدام پر آسمان سے جو قضا و قدر نازل ہوتی ہیں وہ انہیں ٹال دیا کرتے ہیں اور نعوذ باللہ خدا اُن کے کسی منتر جنتر یا کسی عمل یا کسی وظیفہ کا مسخر و منقاد ہوتا ہے کہ جو چاہیں اور جب چاہیں اُس سے کرا لیں۔ یہ مشرکانہ عقائد ہیں جو خدا تعالے کی صفات کاملہ کی عدم واقفیت سے دنیا میں پھیلے ہیں۔ افسوس بہت سا حصہ مسلمانوں کا مشرکین اور کفار کی تقلید پر اپنی بزرگوں کی نسبت ایسا ہی خیال کرتا ہے اور اس بنا پر میں دیکھتا ہوں کہ اکثر خطوط میں حضرت مسیح علیہ السلام سے اسی قسم کی درخواستیں کیجاتی ہیں اور بہتیرے ان میں ایسے ہیں جو اس سلسلہ میں داخل ہیں کاش وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کو پڑھیں اور قرآن کریم میں تدبر کریں۔

اب میں اس سلسلہ کو اسجگہ بس کرتا ہوں اور اگر ضرورت ہوئی اور خدا نے میرا سینہ اور زیادہ منشرح کیا تو پھر کبھی اسپر لکھوں گا۔

ایک اور بڑی عظیم الشان بات جسکی طرف میں اپنے دوستوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے الفاظ و عقائد کی نسبت محاسبہ کیا کریں جو وہ حضرت اقدس امام صادق علیہ السلام کی نسبت منہ سے نکالتے اور دل میں رکھتے ہیں۔ یہ مقام سراسر ادب ہی اور ادب ہی سے انسان فلاح پاتا ہے جو مقام

و منزلت خدا تعالےٰ نے کسیکا مقرر فرمایا ہے وہ درحقیقت توفیقی ہے دوسرے کسی شخص کا اختیار نہین کہ اُس پر زیادت کرے یا اُس کے نقص پر زبان کھولے نصاریٰ نے حضرت ابن مریم علیہ السلام کی نسبت اطرا کرکے کیا پھل پایا ہے جو اس مسلک پر چلنے والا آیندہ توقع رکھہ سکتا ہے۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ ہمارے ایک دوست نے جو حضرت امام کی محبت مین فنا شدہ ہین آپ کی خدمت مین عرض کیا کہ کیون نہ ہم آپ کو مدارج مین شیخین سے افضل سمجھا کرین اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب قریب مانین۔ اللہ اللہ! اس بات کو سُنکر حضرت اقدس کا رنگ اُڑ گیا اور آپ کے سراپا پر عجیب اضطراب و بیتابی مستولی ہوگئی مین خدائے غیور قدوس کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ اُس گھڑی نے میرا ایمان حضور اقدس کی نسبت اور بہی زیادہ کردیا۔ آپ نے برابر چھہ گھنٹے کامل تقریر فرمائی۔ بولتے وقت جیبی گھڑی وکھلی تھی اور جب آپ نے تقریر ختم کی جب بھی دیکھی پورے چھہ ہوئے ایک منٹ کا فرق بھی نہتھا۔ اتنی مدت تک ایک مضمون کو بیان کرنا اور بسلسل بیان کرنا ایک خرق عادت تھا اس سارے مضمون مین آپ نے رسول کریم علیہ افضل الصلوات والتسلیمات کے محامد و فضائل اور اپنی غلامی اور کفش برادری کی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور جناب **شیخین علیہما السلام** کے فضائل مذکور فرمائے اور فرمایا کہ میرے لئے یہ کافی فخر ہے کہ مین ان لوگون کا مداح اور خاک پا ہون جو جزئی فضیلت خدا تعالےٰ نے اُنھین بخشی ہے وہ قیامت تک کوئی اور شخص پا نہین سکتا۔ کب دوبارہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا مین پیدا ہون اور پھر کسیکو ایسی خدمت کا موقع ملے جو جناب شیخین علیہما السلام کو ملا۔

افسوس اس وقت نہ تو شیخ یعقوب علی صاحب تھے جو اس تقریر کو قلمبند کرتے اور نہ مجھے اتنی استطاعت تھی کہ مین ہی لکھہ لیتا۔

غرض محبت کے جوش مین ہمیشہ اپنی زبان و دل کو شریعت حقہ کے تصرف و حکم کے نیچے رکھنا چاہئیے مین بڑے افسوس سے بعض خطوط مین پڑھتا اور بعض وسائط سے سنتا ہون کہ ہمارے بھائیون مین کسی کسی بات پر آپس مین تکرار ہو جایا کرتی ہے۔ کوئی دل آزار بات ہمین اتنا دُکھہ نہین دیسکتی گوئی گالی کوئی تکفیر و تفسیق کا فتوے ایک پرکاہ کی برابر بھی ہماری توجہ کو کھینچ نہین سکتا۔ جتنی یہ بات دل کو ایذا پہنچاتی ہے کہ ہمارے بھائی کسی بات پر آپس مین جھگڑین اور خدا کا فرستادہ اُن مین موجود ہو۔

یاد رکھو امام کی ضرورت ایک وحدت کی روح پھونکنے کے لئے ہی تو ہے جو قوتِ قوم بننے اور قومی ترقیات کی جان ہے۔ اور ہم جہان ضرورت امام کے دلائل اس زمانہ کے فرزندون کے آگے پیش کرتے ہین۔ منجملہ اور دلائل کے بڑی دلیل یہی دیا کرتے ہین کہ اس وقت اسلامی قومون اور فرقون کا تفرق و تشعب جنسنے قوم کو ذلیل کردیا ہی چاہتا ہے کہ ایک ایسی زبردست قوت ان پر وحدت ارادی کی حکومت کرے۔ والی ہو جسکے حکم ہونے پر سب کے سب راضی ہو جائین اور پھر لازماً اسی طرح ترقی کرین جسطرح آغاز مین کی تھی۔ تو پھر کیسے رنج کی بات ہے اگر بعض لوگ اس پاک سلسلہ کے اغراض و مقاصد سے ناواقفیت کی وجہ سے یا اور اغراض نفسانیہ کے سبب سے جاہلیت کی کنڈیان ہلائین۔ اسپر مین زیادہ لکھنا نہین چاہتا۔ حضرت اقدس حکم عدل کا ایک صحیفہ گرامی نقل کردیتا ہون جو آپ نے ایک نزاع کے فیصلہ کے لئے ارقام فرمایا ہے اور روانہ کرنے سے پہلے مین نے بھائیون کے فائدہ کیلئے حضور اقدس سے لے لیا۔ اور عمداً مکتوب الیہ اور سمتِ مقصودہ کو حذف کردیا ہے کہ غرض اصل مطلب سے ہے۔

میرے دوسرے خط مرقومہ ۲۳ رجب ۱۳۲۹ھ مین جو حضرت اقدس ایدہ اللہ کا الہام لکھا گیا تھا

"پہلے بیہوشی پھر غشی پھر موت"

وہ .... ہمارے مکرم دوست ڈاکٹر بوڑیخان صاحب اسسٹنٹ سرجن قصور کے وجود مین اواخر جولائی ۱۹۱۱ء کو پورا ہوگیا۔ ڈاکٹر صاحب خدا مغفرت کرے بڑے مخلص بے ریا آدمی تھے۔ تھوڑے دنون میں کہ حضرت امام کی شناخت اُنھین نصیب ہوئی اُنھون نے اتباع سنت نبوی مین نمایان ترقی کی اس سلسلہ عالیہ کی بدولت وہ اسلام کی حقیقت سے واقف ہوے اس سے قبل اُن کی زندگی اسلام سے پوری بیخبری مین بسر ہوئی۔ مگر چند روز مین خدا تعالی نے اُن پر ایسا فضل کیا اور خلیفۃ اللہ کی عشق مین جان و مال سے اُنھون نے ایسے ثبوت دے کہ میرا دل یقین سے کہ اُن بہتون سے اُن کی میزان اعمال زیادہ ثقیل ہوگی جو ایک عمر دراز تک بڑی بڑی ریاضتین کرتے ہین اور بلا کسی اُسوۂ حسنہ کے اقتدا کے مرجاتے ہین۔ حضرت اقدس نے جمعہ کے بعد اُن کا جنازہ پڑھا اور بہت دیر تک اُن کی مغفرت کے لئے دعا مانگی۔ کیا ہی خوش نصیب ہین وہ جو حضرت امام ہمام کے سامنے مرتے اور اس پاک اعتقاد پر اُٹھاکر جاتے ہین اور پھر خلیفۃ اللہ اُن پر صلوٰۃ پڑھتا ہے وہ یقیناً فردوس کے وارث ہون گے خدا تعالےٰ فرماتا ہے

اِنَّ صَلٰوتَکَ سَکَنٌ لَّھُمْ

مین اپنی سناتا ہون مجھے تو بڑا ہی رشک اُن لوگون کے حال پر آتا ہے۔ اس لئے کہ اُنکا خاتمہ تو یقیناً اچھا ہوگیا کہ وہ اس ایمان پر دنیا سے اُٹھے اور ہم ابھی زندہ ہین اور ہمارا ایمان امید و بیم مین معلق لٹک رہا ہے

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ + رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ

المیعاد خداوند کریم ہم سب کا خاتمہ اس ایمان پر کرے۔ آمین

عاجز عبدالکریم سیالکوٹی

اور وہ صحیفہ گرامی حضرت اقدس کا یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی

مجبی عزیزی اخویم . . . . السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا حال یہ ہے کہ اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو جو الہام ہوا ہے اکثر دفعہ ان میں رسول یا نبی کا لفظ آ گیا ہے جیسا کہ یہ الہام ہوا۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق اور جیسا کہ یہ الہام ہوا

جری اللہ فی حلل الانبیاء

اور جیسا کہ الہام ہوا۔ * دنیا میں ایک نبی آیا مگر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔

ایسے ہی بہت سے الہام ہیں جنمیں اس عاجز کی نسبت نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے بلکہ رسول کے لفظ سے صرف اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا اور نبی کے لفظ سے صرف اسیقدر مراد ہے کہ خدا سے علم پاکر پیشگوئی کرنے والا یا معارف پوشیدہ بتلانے والا سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اسکا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہیئے کہ نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین

اس آیت کا انکار کرنا یا استخفاف کی نظر سے دیکھنا درحقیقت اسلام سے علیحدہ ہونا ہے جو شخص انکار میں حد سے گذرتا ہے جس طرح کہ وہ ایک خطرناک حالت میں ہے ایسا ہی وہ بھی خطرناک حالت میں ہے جو شیعوں کیطرح اعتقاد میں حد سے گذر جاتا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا ہے۔ اور ہم محض دین اسلام کے خادم بنکر دنیا میں آئے ہیں اور دنیا میں بھیجے گئے ہیں نہ اس لئے کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین بناویں ہمیشہ شیاطین کی رہزنی سے اپنے تئیں بچانا چاہیئے اور اسلام سے سچی محبت رکھنی چاہیئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو بھلانا نہیں چاہیئے ہم خادم دین اسلام ہیں اور یہی ہمارے ظہور کی علت غائی ہے اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں۔ رسالت لغت عرب میں بھیجے جانیکو کہتے ہیں اور نبوت یہ ہے کہ خدا سے علم پاکر پوشیدہ باتوں یا پوشیدہ حقایق اور معارف کو بیان کرنا سو اس حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھکر دل میں اس کے معنے کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہیں ہے مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ہوشیار رہنا چاہیئے کہ اس جگہ بھی یہی معنی نہ سمجھ لیں۔ کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں ہے اور ہمارا کوئی رسول بجز محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہے اور ہمارا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے سو دین کو بچوں کا کھیل بنانا نہیں چاہیئے اور یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعوے بالمقابل نہیں ہے اور جو شخص ہماری طرف اس کے خلاف منسوب کرے وہ ہم پر افترا کرتا ہے ہم اپنے نبی کریم کے ذریعہ سے فیض و برکات پاتے ہیں اور قرآن کے ذریعہ سے ہمیں فیض معارف ملتا ہے سو مناسب ہے کہ کوئی شخص اس ہدایت کے برخلاف کچھ بھی دل میں نہ رکھے۔ ورنہ وہی خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کا جواب دہ ہوگا۔ اگر ہم اسلام کے خادم نہیں ہیں تو ہمارا سب کاروبار عبث اور مردود اور قابل مواخذہ ہے زیادہ خیریت ہے والسلام

مورخہ ۷ ر اگست ۱۸۹۹ء

* **نوٹ** ایک قرأت اس الہام میں یہ بھی ہے کہ دنیا میں ایک نذیر آیا۔ اور یہی قرأت براہین میں درج ہے اور فتنہ سے بچنے کے لئے یہ دوسری قرأت درج نہیں کی گئی ؎ منہ

امام اعظم رضؓ کا
عہدہ قضا منظور کرنے سے انکار

خلیفہ منصور نے امام اعظم ابوحنیفہ کو طلب کر کے اُن کے لئے قضا کا عہدہ تجویز کیا۔ امام صاحب نے صاف انکار کیا۔ اور کہا کہ میں اسکی قابلیت نہیں رکھتا منصور نے کہ جسکو امام صاحب سے پہلے بھی کسی وجہ سے ناراضگی تھی خفا ہوکر کہا کہ تم جھوٹے ہو امام صاحب نے کہا کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ دعویٰ ضرور سچا ہے کہ میں عہدہ قضا کے قابل نہیں کیونکہ جھوٹا شخص قاضی مقرر نہیں ہو سکتا یہ تو ایک منطقی لطیفہ تھا لیکن دراصل وہ ایسے محتاط تھے کہ قضا کی ذمہ داری نہیں اٹھا سکتے تھے مگر منصور نہ مانا اور اس نے اصرار کیا امام صاحب اپنے انکار پر قائم رہے خلیفہ نے انھیں قید کیا اور اسی قید میں قید ہستی سے رہا ہو گئے

+ + +

مولٰنا بالفضل اولٰنا حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کا خط

خاکسار نورالدین اللّٰھم اجعلہ کاسمہ آمین بخدمت حافظ محمد یوسف صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ گذارش پردازہے

جناب کو معلوم ہے کہ جناب واحد احد کی یکتا ذات پاک وحدۃ کو کیسی پسند فرماتے ہین۔ ہمارے سردار و مولے افضل الرسل خاتم النبین پر احسانات کا اظہار فرماتے فرماتے ارشاد کرتا ہے

لٰکِنَّ اللّٰہَ اَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِہِمْ

اور اس کے بالمقابل اختلاف پر اپنا سخط یون ظاہر فرمایا۔

وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْہَبَ رِیْحُکُمْ

جناب حافظ صاحب صرف مطاعن سے کام لینا کوئی پسندیدہ امر اور مقصود تک پہنچانے والی بات نہین۔ پہلی خلیفہ فی الارض حضرت ابوالبشر **آدم** صفی اللہ صلوات وسلامہ پر خود ملائکہ نے مطاعن سے کام لیا مگر کیا فائدہ اُٹھایا یہ قصہ سورہ بقرہ مین جو فاتحہ کی اعظم ترین تفسیر ہے بڑی عبرۃ کے لئے درج ہوا ہے غور کرو۔

مامور من اللہ پر دو قسم کے معترض اعتراض کرتے ہین ایک طرف ملائکہ اور دوسری طرف ابلیس پس ہم کسی اچھے یا بُری معترض کے باعث ایک مامور امام کو کیون چھوڑ سکتے ہیں۔

حضرت موسی صاحب الشریعہ پر بھی ایک متنفی بادشاہ اعتراض کرتا ہے جیسے بیان ہوا

ھو مھین ولا یکاد یبین

لولا انزل علیہ اسورۃ من ذہب

تمام شیعہ اور خوارج صرف مطاعن سے کام لیکر شیخین ابوبکر و عمر رضوان اللہ علیہما اور ختنین علی و عثمان رضی اللہ عنہما کی خلافتون سے انکار کر گئے ہمارے لئے کچھ بھی مشکل نہین۔ اگر ہم تواضع و انکسار و توبہ و استغفار کے بعد تھوڑی سی غور کرین۔ کیونکہ۔

اوّل تو پہلے انبیاء و رسل اور تمام راستبازون کی تعلیمین ہمارے پاس ہین ان کے ساتھ **نئے مامور من اللہ** کی تعلیم ملالین

دوؔم عقل کا معیار پاس ہے عقل سے تول لین کیونکہ **افلا تعقلون** سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ نعمت بیکار نہین۔

سوؔم وجدان و فطرۃ صحیحہ اگر وہم اور غضب سے اسے نہ دبایا جائے اور اسے بیکار نہ چھوڑا جائے تو بھی دین قیم کو ظاہر کرنیکا عمدہ سامان ہے

چہارم تائیدات سماویہ پر نظر کرین کہ آیا اس مدعی کے شامل حال ہین یا نہین

پنجم۔ نقل کو دیکھین اور مسلم الثبوت نقل کو دیکھین کہ آیا وہ اس مامور من اللہ کی موئد ہے یا نہین۔

ششم ہمین دیکھنا چاہیئے کہ جس مامور من اللہ نے مامور من اللہ ہونیکا دعوے کیا ہے آیا اس کے دعوے کا وقت بھی ہے یا نہین۔

ھفتم ہمین مامور کی گزشتہ زندگی کو دیکھنا چاہیئے کہ کیسے گزری۔

ھشتم جس کام کے لئے مامور مقرر ہوا ہے آیا اس مین لیاقت بھی اس کام کرنے کی ہے یا نہین۔

نہم مامور کی قوت نظریہ علمیہ اور قوت عملیہ کیسی قوی ہے۔

دھم آیا کوئی ممتاز قوم تیار کر سکتا ہے یا نہین۔

تلک عشرۃ کاملۃ۔

اب مین پوچھتا ہون کہ جسکو مینے امام مانا ہے اس مین یہ وانہ از خروار اور قطرہ از انبار علامات موجود ہین یا نہین

(۱) پہلی نشانی کے لئے مرزاجی کی تعلیم موجود ہے غور کر لو کوئی امر تعظیم الٰہی یا شفقت علی کافہ انام کے خلاف ہے۔ مین دلیری سے کہونگا اور کہتا ہون کہ نہین۔

۲۔ نشانی دعوی ہے کہ عیسی بن مریم فوت ہو چکے۔ دعوی ہے کہ مُردے واپس نہین آتے۔ کیسی صاف باتین ہین جنکو عقل بلا تامل قبول کرتی ہے۔

۳۔ نشانی اُنیس سو برس سے ایک مفقود الخبر انسان کیا زندہ رہ سکتا ہے۔

(۴) اجتماع کسوف و خسوف ایسے رنگ مین ہوا کہ عقل حیران ہو جاتی ہے۔ عطار اولاد حسب وعدہ ایسی عطا ہوئی کہ باید و شاید۔

۵۔ امر کو غور کرو سورۂ نور مین مولی کریم وعدہ فرماتا ہے۔

وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم۔ کہ تم لوگون مین مومنو اور نیک اعمال والے ایسے خلفاء ہون گے جیسے پہلے ہوئے۔ اور با جماع اہل حدیث و کتب احادیث عیسی بن مریم کا نزول ثابت ہے۔ جیسے سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم مثل موسی تشریف لائے تھے آپ کی صدی چہاردہم مین مثل عیسی ضروری تھے اور یہ عیسی بن مریم کے نزول کے لئے نقل مفید ہے نہ کسی موسٰی کے واسطے

۶۔ کسر صلیب کا وقت بھی ہے پس جسکی کامل توجہ کسر صلیب پر مبذول ہے وہی مامور من اللہ ہو سکتا ہے

۷۔ ہمارے مامور اور امام کی گزشتہ زندگی کے واسطے اسکا ہمدرس محمد حسین گواہ حافظ محمد یوسف منشی الٰہی بخش تمام قادیان کے عمائد گواہ ہین۔ یسنتی ان یقول

وَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِہٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ

۸۔ لیاقت کا حال لکھون تو کیا لکھون مخالف و موافق نے سلطان القلم مانا ہوا ہے اور اس پر آشوب زمانہ مین جس مین لوگ مادر پدر آزاد ہو رہے۔ ایک عظیم الشان کثیر التعداد سپاہ کا سپہ سالار ہے۔

۹۔ علم و عمل کا کوئی تجربہ کرکے دیکھے با این امراض کیسے نکات اور کسقدر تصنیف کر سکتا ہے قابل غور ہے۔

۱۰۔ ممتاز قوم کا تیار کرنا۔ اس کی ممتاز جماعت سے ظاہر ہے۔

آریہ۔ برہمو۔ سناتن۔ سکھ۔ پادری۔ یہودی صفت ملّان۔ سجادہ نشین۔ عوام۔ خواص۔ اس کی دشمنی مین کیسی سرتوڑ کوششین کر رہے ہین۔ مقدمات کئے۔ فتوے لگائے۔ جھوٹے اتہامات کے لئے ایمان فروشی کی مگر

انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیوٰۃ الدنیا

کا سچا وعدہ کیسے زور سے جلوہ گر رہا۔ والحمد للہ رب العلمین۔ مولوی لوگون۔ فلسفہ دہریہ۔ وغیرہ وغیرہ کا مباحثہ تو ذرہ بھی مشکل نہین بالکل سہل ہے اور انکا ضرر بھی کوئی معتدبہ ضرر نہین۔ کیونکہ اس کے باعث جناب الٰہی کی شان مین واقعی کوئی بٹہ نہین لگ سکتا۔

الا سردست آپ کی جماعت کچھ ایسا فکر کر رہی ہے کہ اسلام کے نازک سر پر یک بیک پہاڑ گرا دے اور اسکا سر پھوڑ کر چور کر دے اگرچہ انشاء اللہ اسلام کا حافظ و ناصر السلام نام ذات ہی۔

برا ماننے کی بات نہین حافظ صاحب غور کرو کہ ایک طرف مرزا دعوی کرتا ہی کہ مین مامور من اللہ ہون۔ آپ بھی آجتک اس کی تصدیق کرتے رہے۔ کم سے کم اگر مفتری و کذاب ہوتا تو آپ لوگ اس سے تعلق نہ رکھتے۔

پھر وہ کہتا ہے کہ میرے متبع ہمیشہ تک ہان قیامت تک میرے منکرون پر بڑھے چڑھے رہین گے۔

مرزا کا دعوی ہے کہ مین امام برحق ہون جو مجھ امام برحق کو نہ مانے گا جاہلیت کی موت مریگا۔ دوسری طرف منشی الٰہی بخش صاحب کو الہام ہوتے ہین کہ مرزا مسرف کذاب ہی۔ اور کم سے کم مرزا کی بیعت کو تو آپ بھی ایک لغو امر یقین کرتے ہین جیسے آپ کے فعل سے ظاہر ہے۔

پس کیا دونون الہام۔ مرزا جی کے اور منشی جی کے ایک چشمہ سے نکل سکتے ہین۔ ہرگز نہین نہین وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا۔

آزاد خیال۔ مخالفان اسلام۔ بل عامہ موافقان اسلام کو بھی کیسا موقع ہے کہ کہدین۔ کہ الہام بھی لغو اور بیہودہ چیز ہے کہ ملہم باہم ایسے متخالف ہین حالانکہ الہام الٰہی ہی اختلاف مٹا دینے کا ایک عمدہ ذریعہ ہو سکتا ہے۔

حیرت ہے کہ ایک طرف تو خدا کہی کہ تو عیسی بن مریم۔ مہدی۔ مجدد الوقت ہے اور دوسری طرف کہے کہ نہ فلان شخص تو موسی و عیسی برگزیدہ وہ دوسرا عیسی مفتری و کذاب ہے۔

اب بتائیے کہ کس معیار سے ہم دو تو تمیز تفرقہ کرین۔ حافظ صاحب غور کرو اور سوچو اور تامل سے کام لو۔

آپ کی بعض تحریرون سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ فرماتے ہین کہ مرزا خاموش ہوجائے حتی کہ محمد حسین سے صلح کرلے۔ دعاوی ترک کردے۔ مگر فرمائے کہ جسکو الہام ہوتے ہون کہ تو مہدی ہے۔ مجدد ہے۔ عیسی بن مریم ہے۔ تو دعوی کر۔ دعوت مین ہوشیار ہو جا۔ تو کامیاب ہوگا۔ وہ آپ کے کہنے پر کیونکر خاموشی اختیار کرے اور امام ہوکر آپکا کیونکر ماتحت ہو۔

العاقبۃ للمتقین کا پاک جملہ تو تائیدات الٰہیہ کا مقدس سلسلہ یقین دلاتا ہی کہ فیصلہ ہو کر رہیگا۔

مگر انسان کو سعی کرنا لابد ہے اور سنت اللہ کے مطابق ہے اس لئے عرض ہے کہ جناب کوئی موقع دین جسمین مین اور آپ ملین تو اس معاملہ پر روبرو کچھ گفتگو کی جاوے۔

یہ ایک خطرناک مصیبت ہی کہ دو آدمیونکو متخالف الہام ہوتے ہین اور دونون منجانب اللہ ہون۔

اگر منشی الٰہی بخش صاحب کچھ ارقام فرماتے ہین تو آپ جانتے ہین کہ مرزا جی لکھنے مین بے نظیر شجاع ہین۔ بلکہ وہ تحریر کو اپنے لئے ایک تائید الٰہی اور کرامت و معجزہ یقین کرتے ہین وَالْاَمْرُ حَقٌّ۔

حافظ صاحب ہماری جماعت مین بھی بہت سارے ملہَم ہین۔ اگر صرف الٰہی الہام عام اشخاص کا خلفاء اللہ کو خلافت امامت مہدویت سے بیکار کر سکتا ہے تو تمام انبیاء و رسل اور آئمہ مہدیین کی خلافت باطل ہو سکتی ہے۔ مجھے آپ کی حق پسند طبیعت اور مصالحت کی خواہش کرنے والی آپکی ارادت نے یہ خط لکھوایا ہی۔ آپ اس معاملہ مین بہت غور کرکے کوئی جگہ اور کوئی وقت مقرر فرمادین جہان مین اور آپ مل سکین۔

شاید حضرت حق سبحانہ و تعالے کوئی عمدہ سبیل نکالدے۔ صرف آدمی کو اسی واسطے روانہ کیا ہے۔ آپ ازراہ کرم بہت تامل کے بعد جواب دین۔ اور بعد از ملاقات کم سے آپ استفساری کرلین۔ کہ

اوّل کہ تائیدات الٰہیہ کھلے طور سے اور کامل زور سے کس کے ساتھ ہین۔

دوم برس چھ مہینے مخالفت چھوڑ کر آپ لوگ خاموش ہو رہین اور دیکھین کیا جلوہ گری ہوتی ہے۔

سوم انتظار فرمادین کہ اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ۔ کا نشان دیکھنے والے کیلئے کس طرح ظہور فرماتا ہی۔ یا گذشتہ نشانون سے مقابلہ کرین کہ کھلے طور پر اور زور سے کس کی تائید ہوئی۔ اور دوسری بات مین انتظار کیا جاوے کہ آئندہ برس یا چھ ماہ تک تائیدات الٰہیہ کس کے شامل حال رہتے ہین۔

چہارم بات یہ ہے کہ دیکھا جاوے کہ کس کا وجود اپنی بقا سے مفید ہے اور کس کا وجود نکما اور بیکار ہوکر دنیا کے لئے برکت کا موجب نہین ہوتا ہے۔

ضروری یادداشت

معزز ناظرین! یہ وہ خط ہے جسپر لاہوری ملہم پارٹی نے حضرت مولانا صاحب کو اس خط لکھنے کی ضرورت محسوس کرائی جو گذشتہ نمبر مین شائع ہوا ہی اسی خط سے لاہور کی ملہم پارٹی نے یہ نتیجہ نکالا کہ گویا ہمارے محسن و مخدوم مولانا نور الدین صاحب نے ان کو حضرت اقدس کے خلاف الہامات شائع کرنے سے بہت روکا ہے۔ ناظرین خود اندازہ کرین! اور حسب لفظ پر ان لوگون نے ٹھوکر کھائی ہے اسپر کسی اگلی اشاعت مین انشاء اللہ ایک واضح نوٹ لکھا جاوے گا۔ — ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرہم عیسیٰ یا مرہم رُسُل یا مرہم حواریین

یہ مرہم نہایت مبارک مرہم ہے جو زخموں اور جراحتوں اور نیز زخموں کی نشان معدوم کرنیکیلئے نہایت ہی نافع ہے
یہ وہ مرہم ہے جو واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے یعنی اُن کے صلیبی زخموں کیواسطے بنائی گئی تھی جبکہ حضرت مسیح صلیب سے بعد جلد یہودیوں سے نجات پا کر اپنے وہ زخم اُنکو دکہائے جو صلیب پر کہینچنے سے آپکے ہاتھوں اور پیروں میں لوہے کی کیل ٹھونکنے سے لگ گئے تھے تو حضرت مسیح کو ان چوٹوں اور زخموں کیلئے یہ مرہم طیار ہوئی
جو برابر چالیس روز تک حضرت مسیح کی صلیبی زخم پر لگتی رہی اور اسی سے خدا تعالیٰ نے آپ کو شفا بخشی
اور اس مرہم کا اس تواتر سے **طبی کتابوں** میں ذکر ہے کہ ایک مذہب کے فاضل طبیب نے کیا عیسائی ڈاکٹر اور کیا یہودی مجوسی طبیب اور کیا اطبار اسلام سب نے اس مرہم کو اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور سب نے اس مرہم کے بارہ میں یہی بیان کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے حواریوں نے اس کو بنایا تھا ❁ چنانچہ ہزار کتاب سے زیادہ میں اس مرہم **عیسیٰ** کا ذکر مع وجہ تسمیہ درج ہے اور اس کے عجیب وغریب فوائد کی سب نے شہادت دی ہے اور اسکی اکسیر تاثیر کو تمام طبیبوں نے تسلیم کیا ہے غرض اس مرہم کی تعریف میں اتنی حد لکھنا کافی ہے کہ
حضرت مسیح تو بیماروں کو اچھا کیا کرتے تھے مگر اس مرہم نے خود حضرت مسیح کو ہی اچھا کیا
یہ مرہم تمام قسم کے زخموں کے لئے نہایت پُرتاثیر دوا ہے۔

اس کے لگانے کے ساتھ ہی زخم کی اصلاح شروع ہو جاتی ہے اور پھر زخم مندمل ہو جاتے ہیں مندرجہ ذیل کے لئے جس قدر مرہم اور مالش کے تیل آجکل رائج ہیں سب سے بہتر اور زود اثر مفید ہے نہایت احتیاط سے اصل اجزا کو مہیا کرکے اس مرہم کو طیار کیا جاتا ہے۔

طاعون - طاعون کی زخم - خنازیر کے گھاؤ - گلٹیاں - چوٹوں کے زخم - پھنسی - پھوڑے - گنج - خارش - طرح طرح کی جلدی بیماریاں - ہر قسم کے ناسور - پرانی گندی زخم - تلی کے ورم - بواسیر کے درد - ہاتھوں کا سردی سے پھٹ جانا - کان سے ریم کا بہنا - جانوروں کا کاٹ لینا - جلجانا - عورتوں کی خطرناک بیماریاں - سرطان زخم وغیرہ

قیمت فی ڈبیہ

عہ - ۱۲ / ۱ر

کارخانہ مرہم عیسیٰ

حکیم محمد حسین لاہور بھاٹی دروازہ سے

طلب کرو

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزون میڈیکل کالج کے پروفیسرون نامور ڈاکٹرون والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹرون نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پروال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیا بند ناخنہ پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھون کے مریضون پر اب اس سرمہ کو استعمال کرتے ہین چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہین رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکسان مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی گئی ہے کہ عام وخاص اس سرمہ سے فائدہ اُٹھا سکین قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ عا ممیرہ کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم عہ فی تولہ ست خالص ممیرا فی ماسہ عہ مصری سرمہ فی تولہ تھر محصول ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دین نقلی وجعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہارون سے ضرور بچنا چاہیئے۔

المشتہر پروفیسر میا سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداس پور۔

(ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے)

مین بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے طیار کیا ہے بڑی بیش قیمت اور مفید دوا ہے بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے بمنزلہ اکسیر ہے آنکھون سے بہت پانی جانا دھند سوزش ہر قسم جسکو عموماً آنکھ آنا کہتے ہین چلن کمزوری ناخنہ باہر اور اندر کی جھلی کا زخم اور ان سے بہت پیپ کا گرنا چونکہ اس سرمہ مین کوئی مضر کیمیاوی شئے نہین ہے اس لئے ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے مفصلات مین جہان لائق ڈاکٹرون کا ملنا مشکل ہے وہان ایسی مفید دوا کو ضرور پاس رکھنا چاہیئے اس لئے مین بلا شک وشبہ شہادت دیتا ہون کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضروری ہے

راقم ڈاکٹر ڈی ایم بی سانگلی صاحب بہادر ایم بی ایس سند یافتہ یونیورسٹی۔

---

۲ مین بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کے فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہون کہ جو سردار میا سنگھ صاحب اہلووالیہ نے طیار کیا ہے میںے اس کا تجربہ اپنے ایک زیر علاج مریضہ مسماۃ اتم دیوی بعمر ۵۴ سال ساکنہ لاہور پر کیا ہے مریضہ مذکورہ کی آنکھون کی پلکون مین خورد خورد دانے نکلے ہوئے تھے اور پروال پڑتے تھے اُس کی آنکھین عرصہ سے سُرخ اور دکھتی تھین ان مین سے کثرت سے مواد نکلتا تھا اُس کی بینائی مین فرق آگیا تھا کہ سوئی مین دھاگا بھی نہین پرو سکتی تھی اور وہ اشیاء کو جو اُس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھین صفائی سے نہین دیکھ سکتی تھی مریضہ مذکورہ نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی

راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپنشنر آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

۳ مین نے ممیرے کے سرمہ کا جو سردار میا سنگھ نے طیار کیا ہے اُن مریضون پر جنکی آنکھین بہت کمزور اور بیمار تھین استعمال کرکے دیکھا مفید پایا - میری رائے مین خاصکر ان مریضون کے واسطے جنکی آنکھون سے پانی جاری رہتا ہو اور دھند اور غبار اور کمزوری نظر ہو یہ سرمہ نہایت مفید ہے

راقم ڈاکٹر برجلال گھوس رائے بہادر ڈاکٹر ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند

۴ مین اس امر کی بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہون کہ ممیرے کا سرمہ جو کہ سردار میا سنگھ اہلووالیہ نے طیار کیا ہے اپنے زیر علاج کئی ایک قسم کے مریضون پر استعمال کیا میری رائے مین بینائی قائم رکھنے اور آنکھون کی بیماریون سے بچنے کے لئے ممیرے کے سرمہ کا استعمال بہت ہی مفید ہے۔

راقم خان بہادر ڈاکٹر سید مہر شاہ ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات مین سے جو قریب بارہ ہزار کے ہین ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اُسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام جو لاہور کی نیشنل بنک مین اسی غرض کے لئے امانت رکھا گیا ہے دیا جاویگا۔